رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

نمبر ۲۷ | مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۷۔ اکتوبر۔ بروز جمعرات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ایک تقریر طلبائے ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ کے لئے ہوئی۔ اس موقعہ پر حضور کی ایک نظم بھی پڑھی گئی جو نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہی گئی ہے ٭

حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا امرتسر تشریف لے گئی ہیں۔

شیخ فضل الرحمٰن صاحب کو برائے تبلیغ چین جانے کے لئے پاسپورٹ مل چکا ہے۔ اب کسی جہاز پر جگہ کا انتظام باقی ہے۔ جس کے ہو جانے پر روانگی ہوگی انشاء اللہ ٭

نظم

وہ بھی کیا پیارا ہے جو خوبیوں کی کان نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

یاد جس دل میں ہو اسکی وہ پریشان نہ ہو
ذکر جس گھر میں ہو اس کا کبھی ویران نہ ہو

حیف اس سر پہ کہ جو تابع فرمان نہ ہو
تُف ہے اس دل پہ کہ جو بندہ احسان نہ ہو

مسلم سوختہ دل یونہی پریشان نہ ہو
تجھ پہ اللہ کا سایہ ہے ہراسان نہ ہو

وقت حسرت نہیں یہ ہمت و کوشش کا ہے وقت
عقل و دانائی سے کچھ کام لے نادان نہ ہو

ربّ افواج خود آتا ہے تری نصرت کو
باندھ لے اپنی کمر بندہ حرمان نہ ہو

اُٹھ کے دشمن کے مقابل پہ کھڑا ہو جا تو
اپنے احباب سے ہی دست و گریبان نہ ہو

یاد رکھ لیک کہ غلبہ نہ ملیگا جب تک
دل میں ایمان نہ ہو۔ ہاتھ میں قرآن نہ ہو

اپنے الہام پہ نازاں نہ ہو اے طفل سلوک
تیرے بہکانے کو آیا کہیں شیطان نہ ہو

کیا یہ ممکن ہے کہ نازل ہو کلام قادر
ظاہر اس سے مگر اللہ کی کچھ شان نہ ہو

تم نے منہ پھیر لیا ان کے اٹھتے ہی نقاب
کیا یہ ممکن ہے کہ دلبر کی بھی پہچان نہ ہو

اس میں جو بھول گیا دونوں جہاں سے گیا
کوچۂ عشق میں داخل کوئی انجان نہ ہو

ہجر کے درد کا درماں نہیں ممکن جب تک
برگ اعمال نہ ہوں شربت ایمان نہ ہو

نہ تو ہے زاد نہ ہمت نہ ہی طاقت نہ رفیق
ہے کوئی جیسا بھی کوئی بے سروسامان نہ ہو

کس طرح جانیں کہ ہے عشق حقیقی تم کو
جیب پارہ نہ ہو گر چاک گریبان نہ ہو

خانۂ دل کبھی آباد نہ ہوگا جب تک
میہماں میرے بنوں اور وہ مہمان نہ ہو

رند مجلس نظر آئیں نہ کبھی یوں مخمور
جام اسلام میں گر بادۂ عرفان نہ ہو

کس طرح مانوں کہ سب کچھ ہے خزانے میں ترے
پر ترے پاس مرے درد کا درمان نہ ہو

میں تو بھوکا ہوں فقط دید رخ جاناں کا
باغ فردوس نہ ہو۔ روضۂ رضوان نہ ہو

پھر جو معشوق لئے پھرتی ہے اندھی دنیا
ہے یہ محبوب سی ہی ان میں کہیں آن نہ ہو

عشق وہ ہے کہ جو تن من کو جلا کر رکھ دے
درد فرقت وہ ہے جس کا کوئی درمان نہ ہو

کام وہ ہے کہ ہو جس کام کا انجام اچھا
بات وہ ہے کہ جسے کہہ کے پشیمان نہ ہو

وہ بھی کچھ یار ہے جو یار سے یکجان نہ ہو
وہ بھی کیا یار ہے جو خوبیوں کی کان نہ ہو

عشق کا لطف ہی جاتا رہے اے ابلہ طبیب
درد گر دل میں نہ ہو۔ درد بھی پنہان نہ ہو

طعنے دیتا ہے مجھے بات تو تب ہے واعظ
اس کو تو دیکھ کے انگشت بدندان نہ ہو

اے عدو مکر ترے کیوں نہ ضرر پہنچائیں
ہاں اگر سر پہ مرے سایۂ رحمان نہ ہو

ہے یہ آئین سماوی کے منافی محمود
عشق ہو وصل کا لیکن کوئی سامان نہ ہو

رُباعی

اُٹھی آواز جب اذاں کی اللہ کے گھر سے
تو گونج اُٹھیگا لندن نعرۂ اللہ اکبر سے
اُڑیگا پرچم توحید پھر سقف معلی پر
ملینگے دھکے دیو شرک کو گھر گھر سے در در سے

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ بھاگلپور کا جلسہ

۱۲ اور ۱۳ اکتوبر کو انجمن احمدیہ بھاگلپور کا جلسہ نہایت ہی خیر و خوبی کے ساتھ ہوا۔ افتتاحی جلسہ میں مولانا عبد الماجد صاحب صدر مجلس منتخب ہوئے۔ بعد ازاں جناب ڈاکٹر فیاض الدین صاحب اس کے بعد صدر مجلس کے کام کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا۔

اس سال غیر معمولی طور پر بذریعہ اشتہارات و خطوط لوگوں کو مدعو کیا گیا۔ بعض لوگوں نے شمولیت جلسہ سے لوگوں کو روکنے میں خاطر خواہ کوشش کی تاہم الحمد للہ ہمارا مجمع خاصہ ہوتا تھا۔

ٹی این کالج کے مغربی احاطہ میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ ہمارے فاضل مقرر حکیم خلیل احمد صاحب نے تین دلچسپ تقریریں کیں۔ پہلی تقریر کے اختتام پر ایک ہندو نے مبارکباد دی۔ مضامین تقریر یہ تھے (۱) ہندوستان کی ترقی کا راز (۲) حفاظت اسلام (۳) ختم نبوت۔ معراج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پہلی دونوں تقاریر میں فاضل مقرر نے سامعین کو ذہن نشین کر دیا۔ کہ یہ کوئی پالٹیکل جلسہ نہیں۔ امام زمان حضرت مسیح موعود کی ضرورت کو بتا کر نہایت ہی خوبی کے ساتھ یہ بیان فرمایا کہ اگر ہم آسمانی سلطنت حاصل کریں تو زمین کی سلطنت آپ سے آپ مل جائیگی۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وطن کو خدا کیلئے چھوڑا۔ دنیا کے بادشاہ ہو گئے۔ پھر رام چندر مہاراج کے بارہ سال بنواس کا قصہ بیان کیا۔ اور بتایا گیا کہ خدا کے حکم کو جب مانا تو سلطنت بھی مل گئی۔

دوسری تقریر بھی بڑی لطیف تھی۔ لوگوں کو احسن پیرایہ میں بتایا کہ کوئی انسان اسلام کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ بلکہ خدا کر سکتا ہے۔ اصلاح عام کی طرف توجہ دلا کر امام زمان کی ضرورت بتلائی۔

تیسری تقریر میں تو کمال ہی کیا۔ تمام سامعین نے خوب لطف اُٹھایا۔ بعد دعا کے جلسہ برخواست ہوا۔ خاکسار راقم نور الحق

احباب آگاہ رہیں

بعض گمنام خطوط اس قسم کے لوگوں کے نام آتے ہیں جنہیں کوئی دعا بھی ہوتی ہے اور دھمکی کے ساتھ یا بغیر دھمکی کے یہ کہا جاتا ہے۔ ۹ یا اس سے کم و بیش ایسے ہی خطوط اوروں کو لکھ دو۔ راقم کا نام نیچے درج نہیں ہوتا۔ ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ارشاد ہے کہ "ایسے خطوط جو آتے ہیں ان پر پیسہ ضائع نہ کیا جائے اور نہ پرواہ کریں" پس جب کسی کو کوئی ایسا خط ملے۔ تو وہ اسکی کوئی پرواہ نہ کرے۔

مونگھیر میں تبلیغ

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی اور مولوی عبد المغنی صاحب جیسے مولانا برہان الدین صاحب مرحوم جہلمی ستمبر کے اواخر میں یہاں آئے تینوں صاحبوں نے مختلف اوقات میں دو روز تک وعظ کئے۔ بالخصوص حافظ غلام رسول صاحب کے وعظ مستورات میں بہت موثر ہوئے۔ دو تین شخصوں نے بیعت کی ہے۔ اور بہت سے لوگ بیعت کو تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو توفیق دے۔

راقم حیدر شاہ احمدی از مونگھیر

بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن کا چوتھا اجلاس

۲۰-۲۱-۲۲ اکتوبر کو برہمن بڑیہ میں ہوگا۔ قادیان سے جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری تشریف لے جائینگے مولوی ظل الرحمن مبلغ بنگال مولوی محمد اوصاف علی وکیل مولوی عبد اللطیف صاحب پروفیسر (چاٹگام) مولوی غیاث الدین صاحب منشی افضل الدین صاحب۔ مولوی نجابت اللہ، مولوی حیدر علی قاری نعیم الدین صاحب وغیرہ کی تقریریں ہونگی۔ امید ہے کہ کلکتہ اور بنگال کے احباب جلسہ میں شریک ہونیکی کوشش فرمائیں گے۔ ہو سکے تو اپنے بعض غیر احمدی دوستوں کو بھی ہمراہ لے جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۱ - اکتوبر ۱۹۲۰ء

برداشتِ سرزنش ترقی کا ذریعہ ہے

ہماری جماعت کے بعض افراد کی ذاتی کمزوریوں اور نقصوں کی اصلاح اور درستی کے لئے جس قدر مؤثر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہو سکتے ہیں۔ اور جس خوبی اور عمدگی کے ساتھ حضور کسی کمی کو دور کرنے کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں۔ اس طرح کوئی اور نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں یہ ایک ایسا اہم اور مشکل کام ہے۔ کہ جو حقیقی اور اصلی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہی کی شان کے شایاں ہے۔ اس لئے مناسب اور ضروری یہی ہے۔ کہ جماعت کے اصلاحی شعبہ کے متعلق سوائے کسی عام ضرورت کے جو کچھ لکھا جائے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کی بنا پر ہی لکھا جائے ؛

اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تازہ تقریر کی روشنی میں جماعت احمدیہ کو ایک خاص کمزوری کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

حضور نے ۲ - اکتوبر ۱۹۲۰ء کو سورہ طٰہٰ کے پانچویں رکوع کا درس دیتے ہوئے جب ان آیات کا مطلب بیان کیا جنمیں ذکر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارونؑ سے آکر پوچھا۔ کہ تو نے بنی اسرائیل کو گمراہ ہوتے دیکھ کر بچھڑو کی پرستش سے کیوں نہ روکا۔ اور انھیں ڈاڑھی اور سر کے بالوں سے پکڑ لیا۔ جس کے جواب میں حضرت ہارونؑ نے درخواست کی۔ کہ اے میری ماں کے بیٹے مجھے ڈاڑھی اور سر سے نہ پکڑ۔ تو فرمایا:-

میں اس کے ماتحت اپنی جماعت کو ایک خاص کمزوری سے آگاہ کرتا ہوں جس سے کئی لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں میں سرزنش کی برداشت نہیں وہ کام کرینگے اور خوب اچھی طرح کرینگے۔ نہایت محنت اور شوق سے کرینگے۔ مگر اسی وقت تک جب تک انکی تعریف اور واہ واہ ہوتی رہے گی۔ لیکن جب کبھی وہ غلطی کریں۔ اور انسان ہیں غلطی ان سے ہو گی۔ کیونکہ کام کرنیوالوں سے غلطیاں ہوا کرتی ہیں۔ اور اسپر سرزنش ہو۔ تو وہ ہتھیار رکھ کے بیٹھ جائینگے۔ اور اُسدن سے وہ ہماری جماعت میں تو مردہ ہو جائینگے۔ یا اگر زندہ رہینگے۔ تو شرارت پھیلانے کیلئے نکتہ چینیاں کر کے کام بگاڑنے کے لئے اور دوسروں پر طعن و تشنیع کرنے کے لئے۔ ورنہ کام کچھ نہیں کرینگے ؛

ان آیات میں ایک نبی کا نبی سے سلوک دیکھو۔ کس قدر سرزنش کرتا ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کرتا۔ بلکہ ڈاڑھی اور سر سے پکڑ لیتا ہے۔ مگر وہ آگے سے کیا کرتا ہے یہی کہ عاجزی سے درخواست کرتا ہے۔ اے میری ماں کے بیٹے میری ڈاڑھی اور سر کو چھوڑ دے۔ دوسری جگہ آتا ہے۔ حضرت ہارونؑ نے کہا۔ فلا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظلمین۔ کہ میں یہ درخواست اسلئے کرتا ہوں۔ کہ اس طرح میرے دشمن خوش ہوتے ہیں۔ اور آپ مجھے ظالموں میں سے نہ ٹھہرائیے۔ کس قدر سخت سرزنش ہے۔ اور آگے سے کیا ہی عاجزانہ طریق سے درخواست ہے۔ مگر اب کسی کو اس کی غلطی پر سزا دی جاتی ہے۔ تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔

حالانکہ وہ لوگ جو کام کرتے ہیں۔ انھیں سمجھنا چاہیئے کہ ان سے غلطیاں ہونگی۔ کیونکہ وہ انسان ہیں۔ اور غلطیوں پر سرزنش ہو گی۔ جسے برداشت کرنا ان کا فرض ہے بعض اوقات کہا جاتا ہے۔ کہ ہم نے جان بوجھکر غلطی نہیں کی۔ اجتہادی طور پر غلطی ہو گئی ہے۔ اس لئے سزا نہیں ملنی چاہیئے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات ایسی غلطی پر بھی جو جان بوجھکر نہ کی جائے۔ سزا دیجاتی ہے۔ اور دی جانی چاہیئے۔ اور دی جانی ضروری ہوتی ہے کیونکہ اس کے بغیر انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور کام نہیں چل سکتا۔ حضرت ہارونؑ نے بھی تو جان بوجھکر غلطی نہ کی تھی۔ انھیں بھی اجتہادی غلطی ہی لگی تھی کیونکہ اونھوں نے سمجھا۔ اگر میں نے بنی اسرائیل کو زیادہ سختی سے کام لیکر بچھڑو کی پرستش سے روکا۔ تو تفرقہ پڑ جائیگا۔ جو کہ حضرت موسیٰ کی ناراضی کا باعث ہو گا۔ وہ کہینگے۔ اچھا میں تمہیں اپنا قائم مقام بنا کر گیا تھا۔ کہ تم نے جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔ یہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ مگر دیکھو کیسی سخت سزا ملی۔ ایسی سخت سزا ہے۔ کہ اگر اب کسی کو دی جائے۔ تو اسیوقت مرتد ہو جائے الّا ماشاء اللہ جس کو خدا تعالیٰ نے خاص ایمان اور یقین عطا کیا ہو ؛

ہماری جماعت میں سے اسوقت تک کوئی حضرت ہارونؑ سے بڑا درجہ نہیں رکھتا۔ اور بڑا کیا۔ مساوی درجہ بھی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے نبی تھے۔ اور تم میں سے اسوقت تک کوئی نبی نہیں ہے۔ آیندہ اگر خدا تعالےٰ کسی کو نبی بنا دے۔ تو اس کا علم اسی کو ہے۔ مگر ان کو جو سزا ملی۔ اور جس کو انہوں نے برداشت کیا۔ دیکھو کیسی سخت تھی۔ تم میں سے بھی اگر کسی کو اس کی غلطی کی وجہ سے انتظامی طور پر سزا دی جائے۔ تو اسے برداشت کرنا چاہیئے۔ اور اس کی وجہ سے کسی قسم کی کمزوری کا اظہار نہ کرنا چاہیئے۔

دراصل سزا کی برداشت نہ کرنا اس عجب اور تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو انسان میں پایا جاتا ہے اسکو جس قدر بھی جلدی ہو سکے۔ نکال دینا چاہیئے۔ اور کامل اطاعت اور فرمانبرداری دکھانی چاہیئے ؛

دیکھو۔ صحابہ نے کس قدر اطاعت اور فرمانبرداری دکھائی۔ ایک صحابی جن کا نام کعب تھا۔ اپنی اجتہادی غلطی کی وجہ سے ہی تبوک کی لڑائی میں شامل نہ ہو سکے چونکہ وہ آسودہ حال اور امیر آدمی تھے۔ انہوں نے سمجھا میں جلدی تیاری کر لوں گا۔ لیکن وہ اسی خیال میں رہے اور وقت گذر گیا۔ جب رسول کریم لڑائی سے واپس آئے۔ تو وہ لوگ جو لڑائی میں نہیں گئے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے۔ اسوقت کے متعلق یہ صحابی کہتے ہیں۔ کہ میں ایسا انسان تھا۔ کہ اگر چاہتا تو باتیں بنا کر بچ جاتا۔ لیکن میں نے خیال کیا۔ کہ

اگر رسول کریم کی ناراضی سے بچ گیا۔ تو خداتعالیٰ کے غضب سے نہیں بچ سکوں گا۔ اس لئے میں نے ایسا کرنے کا ارادہ ترک کردیا۔ اور جاکر اپنے قصور کا اعتراف کرلیا۔ جسپر رسول کریم نے فرمایا۔ اُٹھ کھڑا ہو۔ اور چلا جا حتیٰ کہ خدا تیرے حق میں فیصلہ کرے۔

رسول کریم کے اس ارشاد پر جب میں چلا آیا۔ تو کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ تو نے اسی طرح کے عذر کیوں نہ کئے۔ جس طرح کے دوسرے لوگوں نے کئے۔ اور انہوں نے اس قدر اصرار کیا کہ میں پھر لوٹ کر رسول کریم کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن میں نے پوچھا۔ میرے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دو شخص اور بھی ایسے ہیں۔ جنھوں نے میری طرح اپنے قصور کا اعتراف کیا ہے چونکہ وہ بہت صالح آدمی تھے۔ اسلئے میں نے انہیں کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اور وہ لوگ جنھوں نے عذرات پیش کرکے مخلصی حاصل کرلی ہے۔ وہ چونکہ منافق تھے اسلئے میں نے نہ چاہا کہ میں منافقین میں شامل ہوں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کے متعلق فرمایا۔ کوئی ان سے کلام نہ کرے۔ اور کچھ دنوں کے بعد یہ بھی حکم دیدیا۔ کہ ان کی بیویاں بھی ان سے تعلق نہ رکھیں۔ اسوقت ان کی جو حالت ہوئی۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ صحابی کہتے ہیں۔ زمین ہمارے لئے باوجود فراخی کے تنگ ہوگئی۔ اور جینا ہمارے لئے مرنے سے بدتر تھا۔ وہ نماز کے بعد رسول کریمؐ کو آکر سلام کرتے۔ اور پھر دیکھتے۔ رسول کریم کے جواب میں ہونٹ ہلے ہیں یا نہیں۔ مگر کچھ نہ ہوتا۔ پھر دوسری طرف سے جاکر سلام کرتے۔ لیکن کوئی جواب نہ ملتا۔ پھر تیسری طرف سے جاتے۔ آخر اس تکلیف سے مجبور ہوکر کہ کوئی بھی ان سے بات نہ کرتا۔ جنگل میں چلے جاتے۔ ایک دن وہ گھبرا کر اپنے ایک چچا زاد بھائی قتادہ کے پاس باغ میں گئے۔ جن سے انہیں بہت محبت تھی۔ اور اس کا بھی ان سے بڑا تعلق تھا۔ جاکر السلام علیکم کہا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے اُسے اللہ کی قسم دے کر مخاطب کیا اور کہا۔ تم تو میرے حال سے اچھی طرح واقف ہو کہ میں اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ لیکن اُسنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسری دفعہ یہی کہا۔ پھر بھی جواب نہ ملا۔ پھر تیسری دفعہ جب قسم دیکر کہا۔ تو اس کے جواب میں ان کے بھائی نے آسمان کی طرف منہ کرکے صرف اتنا کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یہ سنکر ان کے آنسو رواں ہو گئے اور وہ باغ سے باہر آگئے۔ بازار میں سے جارہے تھے کہ ایک شخص نے انھیں خط دیا۔ جو ایک علاقہ کے حاکم کی طرف سے تھا۔ جو کہ عیسائی تھا۔ اور اس میں لکھا تھا۔ کہ ہم نے سنا ہے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تجھ جیسے معزز شخص سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ اور ظلم کیا ہے جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم تمہیں بہت عزت و اکرام سے رکھینگے۔

وہ صحابی کہتے ہیں۔ یہ خط پڑھکر میں نے خیال کیا۔ کہ یہ ایک اور بلا مجھ پر آئی ہے۔ لیکن ایک تنور جسمیں آگ جل رہی تھی۔ اس میں انہوں نے اس خط کو ڈال دیا۔ اور لانیوالے کو کہا۔ جاکر کہدو۔ یہ اس کا جواب ہے۔

آخر پچاس روز کے بعد خداتعالیٰ کی وحی کی بنا پر ان کے قصور معاف ہوئے۔ اور ان کے ساتھ ملنا جلنا بولنا۔ چالنا شروع ہوا۔

کیسی سخت سزا تھی۔ لیکن کس حوصلہ اور کیسی شان سے برداشت کیگئی ہے

ہم میں بھی مولوی نورالدین صاحب گذرے ہیں۔ جو اطاعت اور فرمانبرداری کا کامل نمونہ تھے۔ ایک دفعہ ان کے ایک رشتہ دار کے متعلق حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ مولوی صاحب اسے جانے کے لئے نرمی کہہ رہے تھے۔ لیکن وہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ کسی نے جاکر حضرت صاحب کو کہدیا۔ فلاں آدمی تا حال یہیں ہے، حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو کہلا بھیجا کہ اسی وقت اسے نکال دو۔ ورنہ تم بھی ساتھ ہی چلے جاؤ۔ اسپر مولویصاحب نے اسی وقت اسے نکال دیا +

ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو ایسا بنائے۔ کہ ہر حالت میں اطاعت اور فرمانبرداری دکھاسکے۔ اور اگر کسی غلطی کی وجہ سے خواہ وہ غلطی اس سے اجتہادی طور پر ہی کیوں نہ سرزد ہوئی ہو۔ جو سزا ملے اُسے برداشت کرے

یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ دنیا میں وہی قوم اور انسان کوئی قابل ذکر کام کرسکتا ہے۔ جو سزا کو بھی برداشت کرسکتا ہے۔ اور وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جو زجر اور توبیخ کو برداشت کرتے ہیں مثنوی میں اس بات کو نہایت عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔ ایک شخص تھا وہ شعر کہہ کر اُستاد کے پاس لے جاتا۔ اور اُستاد دیکھ کر کہدیتا کچھ نہیں اور محنت کرو۔ وہ اور زیادہ محنت اور کوشش سے اشعار کہتا۔ لیکن پھر اُسے یہی جواب ملتا۔ حتیٰ کہ ایک دن وہ پرانے بوسیدہ کاغذات پر اپنے اشعار لکھ کر اُستاد کے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ یہ ایک پرانا دیوان دستیاب ہوا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیے۔ اُستاد ایک ایک شعر کو پڑھتا۔ اور خوب جھوم جھام کر کہتا۔ بہت ہی اعلیٰ کلام ہے۔ اور کسی بڑے استاد کے اشعار ہیں۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے کہا۔ یہ تو میرے ہی اشعار ہیں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ان کی تو آپ بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اور جو میں پیش کرتا ہوں۔ ان کو معمولی قرار دیتے ہیں اُستاد نے کہا۔ بس جسقدر تو نے ترقی کرنی تھی۔ کرلی۔ اب نہیں کرسکیگا۔ کیونکہ تو نے وہ راز اپنے اوپر آشکار کرلیا ہے۔ جو تمہاری ترقی کے لئے میں نے پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ اس دن کے بعد میں نے کچھ ترقی کی۔

پس سرزنش اور تنبیہ سے انسان کا ترقی کی طرف قدم اُٹھتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور اگر اس کی وجہ سے انسان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے۔ تو ہرگز ترقی نہیں کرسکتا۔ اور ایسے لوگوں کے سپرد کوئی اہم کام کیا ہی نہیں جاتا۔ کیونکہ خیال ہوتا ہے۔ کہ ذرا اس سے کوئی غلطی ہوئی اور پوچھا گیا۔ تو چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہیگا۔ ایسے آدمیوں کے سپرد انسان تو انسان خداتعالیٰ بھی کوئی کام نہیں کرتا۔ اور اس طرح انہیں ترقی کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ پس ترقی کرنے کا یہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ کہ انسان کو اگر اپنی کسی غلطی پر سرزنش ہو۔ تو اس سے بددل نہ ہو۔ بلکہ اور زیادہ محنت اور کوشش سے کام کرے۔

اُمید ہے ہماری جماعت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی اس نصیحت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیگی اور ہر مرحلہ میں اپنی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت دیگی۔ کہ ترقی اور کامیابی کی یہی کلید ہے۔ اسی کے ذریعہ پہلی قوموں نے ترقی کی ہے۔ اور اسی سے ہم کرینگے۔ خداتعالیٰ ہمارے ساتھ ہو *

جج کے الفاظ کے متعلق

"وکیل" کا نامعقول اجتہاد

حیرت ہے۔ کہ "وکیل" تاحال مسٹر دولبی کے قاتل کے اس مذہبی جوش کا اعتراف کرنے سے احتراز کر رہا ہے۔ جس کا اقرار قاتل نے عدالت میں آخری وقت تک کیا۔ اور جسے قاتل کے وکیل نے ملزم کو سزائے موت سے بچانے کے لئے بطور دلیل پیش کیا۔ حال میں اخبار "وکیل" نے جج کے ان تمام الفاظ کو جو اس دلیل کے رد میں اور سزائے موت برقرار رکھنے کی تائید میں کہے گئے۔ پیش کر کے لکھا ہے:۔

"بظاہر جج مذکور ان نامعقول اجتہاد کرنیوالوں میں سے نہیں ہے۔ جو ایک عادی مجرم کو صداقت شعاری و راست بازی کا مجسمہ سمجھتے اور اسکے بیان کو ایک خدا پرست و حق شعار انسان کا واجب التسلیم ارشاد مانتے ہیں"

گویا "وکیل" کے نزدیک جج نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ قاتل نے مذہبی جوش کی بنا پر قتل کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن جج کے الفاظ کے متعلق یہ ایک ایسا نامعقول اجتہاد ہے کہ جس کی بے ہودگی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جج نے اپنے الفاظ میں یہ نہیں کہا۔ کہ یہ قتل مذہبی جوش کی وجہ سے نہیں کیا گیا۔ بلکہ اثبات کا ذکر کیا ہے۔ کہ مذہبی جوش کے عذرات کی وجہ سے ملزم سزائے موت سے نہیں بچ سکتا۔ اور یہ عذر اس کی سزا کو کم کرنے والے نہیں۔ بلکہ اور زیادہ بڑھانیوالے ہیں۔ چنانچہ جج صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"وکیل صفائی نے سزا کے معاملہ میں بعض عذرات مذہبی جوش کے متعلق پیش کئے ہیں۔ اور کہا ہے کہ مقتول افسر سے اسے کوئی ذاتی عداوت نہ تھی۔ میں اس قسم کی دلیل کی طرف ذرا بھی توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگرچہ اس کے جواب میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن میں صرف اسی قدر کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ذاتی عناد کے نہ ہونے سے جرم کی شرمناک نوعیت میں کمی نہیں۔ بلکہ زیادتی ہوتی ہے"

اخبار "وکیل" نے جان بوجھکر یہ خط کشیدہ الفاظ نقل نہیں کئے۔ جن سے اصل بات پر اچھی طرح روشنی پڑتی ہے۔ اور صرف ان سے پہلے الفاظ کے متعلق نامعقول اجتہاد کر کے اپنے ناظرین کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

ہم نہیں سمجھتے۔ جج کے مذکورہ بالا الفاظ سے کوئی سمجھدار انسان یہ نتیجہ کیونکر نکال سکتا ہے۔ کہ ان میں قاتل کے مذہبی جوش کی وجہ سے ارتکاب جرم سے انکار کیا گیا ہے۔ اور "وکیل" نے کیونکر یہ اجتہاد کیا ہے۔ جبکہ ظاہر ہے۔ کہ ان میں صرف یہ بات صاف کہی گئی ہے۔ کہ مذہبی جوش کی وجہ سے ارتکاب جرم مجرم کو موت کی سزا سے بچا نہیں سکتا۔ کیونکہ اس سے جرم کی شرمناک نوعیت میں کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ زیادتی ہوتی ہے"

مولوی محمد احسن صاحب نے مولوی ثناء اللہ سے کیا کہا

ناظرین الفضل جانتے ہیں کہ ہم اسوقت تک جناب مولوی محمد احسن صاحب سے اس گفتگو کی تصدیق یا تردید کرنے کی گذارش کر رہے ہیں جو انکی طرف منسوب کر کے مولوی ثناء اللہ نے حلفیہ شائع کی تھی۔ اس کے متعلق اگرچہ ہم جناب مولوی صاحب کی درخواست پر ان کی دو مراسلتیں الفضل میں بھی شائع کر چکے ہیں لیکن ان سے دریافت طلب امر پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ چنانچہ پیغام بھی کھینچ تان کر اگر ان سے کچھ نکال سکا ہے۔ تو یہی۔ کہ ان کا کنایۃً ماحصل یہ ہے کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب کا حافظہ صحیح نہیں" حالانکہ اول تو سمجھ میں نہیں آتا۔ اشاروں اور کنائیوں سے کام لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دوسرے یہ کس نے پوچھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا حافظہ کیسا ہے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ جو الفاظ مولوی ثناء اللہ نے جناب مولوی محمد احسن صاحب کی طرف منسوب کر کے شائع کئے ہیں۔ وہ انھوں نے کہے ہیں یا نہیں۔ اور ہاں یا نہ جواب کافی ہے۔ مگر معلوم نہیں۔ کیوں اس سے پہلو تہی کی جاتی ہے۔ اور ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں پیش کر کے بات کو صاف کرنے کی بجائے الجھن میں ڈالا جا رہا ہے۔

جناب مولوی صاحب نے اپنی دوسری مراسلت میں لاتقربوا الصلوٰۃ کی مثال پیش کر کے معاملہ کو اور زیادہ پیچیدہ بنا دیا تھا۔ اور ہم نے انکی خدمت میں گذارش کی تھی کہ:۔

"جس طرح لاتقربوا الصلوٰۃ کہنے والا جب تک وانتم سکاریٰ نہ کہے۔ اسوقت تک یہی سمجھا جائیگا کہ وہ نماز پنجگانہ کی حرمت کا قائل ہے۔ اسی طرح جب تک اس گفتگو کا اگلا حصہ اگر کوئی ہے۔ نہ بیان کیا جائے۔ اسوقت تک وہی مفہوم لیا جائیگا۔ جو شائع شدہ الفاظ سے ظاہر ہے"

اس کے جواب میں جناب مولوی صاحب نے تو کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ البتہ پیغام نے ان کے طرز خطاب کو رد کرتے ہوئے اپنے ۳۔ اکتوبر کے پرچہ میں لکھا ہے کہ "اب ہم ایڈیٹر الفضل سے اور طرح خطاب کرتے ہیں"

قبل اس کے ہم بتائیں۔ یہ "اور طرح" کونسی ہے۔ اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جب ہم ایک ایسا عقدہ جناب مولوی محمد احسن صاحب سے حل کرا رہے ہیں۔ جو انہی کے متعلق ہے۔ اور وہ دو دفعہ ہمیں مخاطب بھی کر چکے ہیں تو ایڈیٹر صاحب پیغام کو خواہ مخواہ دخل دینے کا کیا حق ہے پھر جبکہ پیغام ہی کا ایڈیٹر یہ لکھ چکا ہے کہ "ہماری رائے میں مولوی محمد احسن صاحب کو خود اس بارہ میں تردید کرنی چاہیئے" تو وہ کیوں دخل در معقولات دیتا ہے۔ ہمیں تو جناب مولوی صاحب سے عرض کرنا چاہیئے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی شائع کردہ گفتگو کی خود تصدیق یا تردید کر دیں۔

باقی رہی۔ ایڈیٹر پیغام کی وہ نئی طرح جس سے ہمیں خطاب کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف یہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ پیغام کی قائم کردہ دفعات کی جو قدر و قیمت خود غیر مبائع قبل ازیں ڈال چکے ہیں۔ اس سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو زیر بحث امر اور زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے اگر زیادہ سے زیادہ کچھ سمجھا جا سکتا ہے۔ تو یہی کہ پہلے ایسی حالت تھی۔ اور اس طرح زیادہ سخت الزام عائد ہو جاتا ہے کہ بیعت توڑی ہوئی تھی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کے سامنے انکار کر دیا۔ پس ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ الجھنوں میں پڑ کر معاملہ کو زیادہ سنگین بنانے کی بجائے یہ بتا دیا جائے کہ جس موقع کا مولوی ثناء اللہ نے حوالہ دیا ہے اسوقت کیا گفتگو ہوئی تاکہ شائع شدہ امور کی تصدیق یا تردید ہو سکے۔

مولوی ثناء اللہ سے مطالبہ

یکم اکتوبر کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ:-

"پنڈت لیکھرام کے قتل پر بہت سے بدگمانوں نے مرزا صاحب آنجہانی کی سازش بتائی تھی۔ یہاں تک کہ پولیس نے مرزا صاحب کی تلاشی بھی کی تھی"

ان جلی الفاظ میں مولوی ثناء اللہ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ گویا جن دنوں پنڈت لیکھرام کے قتل کا واقعہ ہوا تھا۔ ان دنوں حضرت مرزا صاحب کہیں روپوش ہو گئے تھے۔ اور پولیس نے ان کی تلاش کی تھی۔ لیکن یہ ان کا محض دروغ بیفروغ ہے۔ اور ہم ان سے بڑے زور کے ساتھ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ثابت کریں کہ کب اور کہاں کہاں پولیس نے حضرت مرزا صاحب کی تلاش کی تھی۔ اگر وہ اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیں۔ تو ہم انہیں منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیا مولوی ثناء اللہ اپنے اس دعوے کا کوئی ثبوت پیش کرینگے۔ لیکن ہم ابھی سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز اس کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ یہ ان کے جھوٹے اور کذاب ہونے کا ایک تازہ ثبوت ہے

حضرت مسیح موعودؑ پر نزول جبرئیل

خدا جانے نبی کا لفظ حضرات اہل پیغام کے لئے اسقدر ہیبتناک کیوں ہے کہ اسکو سنتے ہی لرزہ براندام ہو کر پکار اُٹھتے ہیں۔ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور اس انکار کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔ منجملہ ان بہانوں کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضرت اقدس پر جبرئیل کا نزول نہیں ہوا۔ اس لئے آپ نبی نہیں ہو سکتے۔ اس خیال خام کا ہماری طرف سے بارہا جواب دیا گیا مگر اب پھر ایک پیغامی صاحب کو جوش آیا ہے۔ اور انہوں نے ۲۹ ستمبر کے پیغام میں لکھا ہے:-

"محمودیوں کا یہ قول بے بنیاد ہے۔ جو وہ کہتے ہیں کہ بلحاظ نفس نبوت آپ (مسیح موعود) میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہیں۔ اسی واسطے باب نزول جبرئیل بھی تا قیامت مسدود کر دیا گیا۔ کیونکہ نزول جبرئیل کا تعلق وحی تشریعی سے ہے جس کا بند ہونا آپ نے تسلیم کیا ہوا ہے"

لیکن محمودیوں کا یہ قول بے بنیاد نہیں۔ بلکہ اس کی بہت زبردست بنیاد ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنا بیان ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

([illegible])

غیر مبائعین کے لئے ہمارے نزدیک اتنا ہی کافی ہے۔ جب تک وہ حضرت مسیح موعود کو راستباز ماننے کے مدعی ہیں۔ ہاں اگر حضرت اقدس کی صداقت کا منکر ہمارے سامنے آئیگا۔ تو اس کو ہم اور طرح جواب دینگے۔

رہا نزول جبرئیل کا سوال اس کے لئے حضرت اقدس کا ذیل کا حوالہ کافی ہے۔ آپ کا ایک الہام ہے۔ جو مع تشریح حضرت اقدس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا کہ

"رات مجھے الہام ہوا۔ جاءنی آئل واختار وادار اصبعہ واشار یعصمک اللہ من العدی ویسطو بکل من سطا۔ آئل جبرائیل ہے۔ فرشتہ بشارت دینے والا"

یہ تو الہام ہے۔ اور لفظ آئل کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آئل۔ چونکہ لغت میں بمشکل مل سکتا ہوگا۔ یا کم مستعمل ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی تفصیل کر دی۔ یہ کہہ کر کہ آئل جبرئیل ہے۔ فرشتہ بشارت دینے والا" ([illegible])

پس یہ گمان محض غلط اور بیہودہ ہے کہ حضرت اقدس پر نزول جبرئیل نہیں ہوا۔ آپ میں اور خدا میں وہی رسول تھا۔ جو پہلے انبیاء اور خدا میں رسول رہا ہے۔

آریہ سماج کا بحیثیت مذہب زوال

کوئی مذہب یا گروہ اسی وقت تک زندہ رہ سکتا ہے جب تک وہ اپنے اصول پر کاربند ہو۔ اور اس مذہب کے پیرووں کے قول و فعل میں مطابقت پائی جاتی ہو۔ برخلاف اسکے جس قوم یا جماعت کے افراد کے دعاوی تو بہت ہوں۔ مگر عمل کے میدان میں صفر ہو۔ وہ مذہب یا جماعت کبھی زندہ نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ کسی قوم کی زندگی کا انحصار اعمال پر ہوتا ہے اعتقاد ایک ذہنی امر ہے۔ جس کے لئے عمل کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔

آریہ سماجی حضرات جن کے پاس کوئی خدائی قانون نہیں ہے آئے دن اس امر کی ضرورت محسوس کرتے رہتے ہیں کہ اپنے لئے ایسی شریعت یا قانون بنائیں جس کے پابند ہوں۔ کیونکہ اب تک جس کا جدھر منہ اٹھتا ہے۔ ادھر ہی چل پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آریہ سماج کے چھوٹے بڑے اب مذہبی میدان کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور اپنے لئے اور میدان عمل تجویز کر رہے ہیں۔ ہم اس قسم کی مستند اور مسلمہ شہادتیں اپنے ناظرین تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ ان میں ہماری ایک خاص غرض ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہو جو آپ نے "تذکرۃ الشہادتین" میں آریہ سماج کے متعلق کی ہے اور جس سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ سماج بحیثیت مذہب کچھ زیادہ عرصہ قائم نہیں رہیگی۔ بلکہ جلد ہی مٹ جائیگی۔ اخبار آریہ گزٹ ۲۵ ستمبر میں "لدھیانہ میں میں نے کیا دیکھا" کے عنوان سے ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس میں صاحب مضمون لکھتے ہیں:-

"یہاں کا سماج بڑا پرانا ہے۔ جب شری سوامی دیانند جی مہاراج جیتے تھے۔ اس وقت سنہ ۱۸۸۲ء میں یہ سماج قائم ہوا تھا۔ چھ سات سال کا عرصہ ہوا۔ پہلے سماج باقاعدہ لگتی تھی۔ آریہ کمار سبھا بھی قائم تھی۔ اب معلوم ہوا۔ کہ سماج تو کئی مہینوں سے نہیں لگتا۔ اور کمار سبھا کا نام ونشان ہی نہیں رہا۔ دل کو بہت رنج ہوا۔ ہم نے تو پرکاش اخبار میں پڑھا تھا کہ صبح آریہ پرش اُٹھتے ہیں اور روزانہ ست سنگ ہوتا ہے۔ دیکھنے سے معاملہ برعکس نکلا۔ سماج کا روزمرہ لگنا تو درکنار یہاں ہفتوں بلکہ مہینوں لگنے کا بھی پتہ نہیں۔ آریہ پرش رشی دیانند کے سدھانتوں کو چھوڑ کر کس طرف کو جا رہے ہیں"

"میری عقل میں نہیں آتا کہ پہلے کچھ عرصہ لدھیانہ آریہ سماج مندر میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ اور اب آدھے سے زیادہ مندر خالی پڑا ہے۔ آریہ بھائی سماج کی طرف سے منہ موڑ کر کدھر لگ رہے ہیں۔ دن بدن سماجوں کی حالت کمزور ہوتی جاتی ہے"

ہر جگہ آریہ سماج کی قریباً یہی حالت ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فرقہ بحیثیت مذہب چند ہی دنوں کا مہمان ہے۔

مسئلہ نبوت
پر
مولوی محمد علی صاحب سے گفتگو

مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں بمقام شملہ ایک لیکچر ختم نبوت پر دیا۔ اور اپنے لیکچر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آسکنے کے متعلق آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پڑھکر بڑی زبردست دلیل دی۔ کہ خاتم کے اگر دو معنے ہیں ایک مہر اور دوسرے ختم کرنے والا۔ تو ہمارا اور مبائعین کا کوئی حق نہیں۔ کہ اپنے اپنے مطلب کے معنے لیکر اپنے مدعا کو ثابت کریں۔ بلکہ کوئی ایسا زبردست قرینہ ہونا چاہیئے۔ جس سے ایک معنی کی تعیین ہو جائے اسلئے ہمارے نزدیک جو معنے خاتم کے ہیں (یعنی ختم کرنے والا) ان کے لئے ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کی دوسری قرأت خاتم النبیین آئی ہے۔ اور خاتم کے معنے ہی چونکہ ختم کرنے والے کے ہیں۔ اسلئے خاتم جو دو معنے اپنے اندر لئے ہوئے تھا۔ دوسری قرأت خاتم نے جو صرف ایک ہی معنے اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس کے معنی کی تعیین کردی ہے۔

پھر جناب مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ قرأتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جسکو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم الہام پاکر بتلاتے تھے۔ اور دوسری وہ جس کو صحابہ اپنے علم وفضل کے باعث لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے تھے۔ اس کے بعد مولوی صاحب موصوف نے یہ بتلانے کے لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے معنے یہی سمجھے ہیں۔ حدیثیں پیش کیں جن میں سے بطور نمونہ میں احباب کی [illegible] کے لئے (۱) لا نبی بعدی (۲) لوکان بعدی نبیا لکان عمر (۳) یکون من بعدی ثلاثون دجالون کذابون کلھم یدعی انا نبی اللہ الخ درج کرتا ہوں۔

اس لیکچر سے دوسرے دن میں مولوی صاحب کے پاس گیا۔ اور کہا کہ مولوی صاحب آپ کی کل کی تقریر کو میں نے غور سے سنا ہے۔ اسپر چند سوالات جو مجھ کو پیدا ہوئے ہیں میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے سامنے پیش کردوں۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں کرو۔ اسوقت سات آٹھ اور آدمی مولوی صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔ کہ کل آپ نے اپنے لیکچر میں دو قسم کی قرأتیں بیان کی تھیں۔ یہ آپ نے کس کتاب میں پڑھی ہیں۔ اسپر مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ مجھ کو معلوم نہیں۔ پھر میں نے پوچھا۔ اچھا یہ بتلایئے کہ خاتم جو آپ نے قرأت بتلائی تھی۔ یہ ان دو قسم میں سے کونسی قسم سے ہے۔ آیا الہامی یا صحابہ کے اجتہاد کا نتیجہ۔ ذرا سوچکر کہنے لگے۔ مجھ کو علم نہیں۔ پھر پوچھا کہ یہ بتلایئے۔ کہ خاتم کوئی دوسری قرأت بھی ہے۔ تو فرمایا کہ ہاں آئی ہے۔ میں نے کہا کس کتاب میں۔ فرمایا۔ تفسیروں میں۔ میں نے کہا۔ کونسی تفسیر میں۔ فرمایا مجھ کو یاد نہیں۔ پھر میں نے کہا۔ مولوی صاحب دوسرا سوال میرا یہ ہے۔ کہ یہ جو آپ نے کہا تھا کہ خاتم کے چونکہ ایک ہی معنے یعنی ختم کرنیوالا ہیں۔ اس لئے خاتم کے معنے مہر کے کرنا درست نہیں لیکن اگر خاتم کے معنے بھی دو ہی ہوں۔ جیسے کہ خاتم کے ہیں۔ تو پھر آپ کا استدلال ٹوٹ جائے گا۔ یا نہیں۔ فرمانے لگے۔ کہاں خاتم کے دو معنے ہیں۔ میرے پاس لغت کی کتاب منتہی الارب بھی ہے۔ میں نے ان کو کہا۔ دیکھئے اس میں دو معنے لکھے ہیں۔ آپ بتلائیں۔ آپ کی دلیل صحیح طور پر غلط ہوئی یا نہیں۔ ادھر سے کہنے لگے وہ جو میں نے ساتھ حدیثیں پیش کی تھیں۔ ان کو تو غلط ثابت کرو۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب پہلے آپ یہ بتلائیں کہ یہ جو مستقل طور پر بڑی زبردست دلیل آپ نے دی تھی یہ بالکل غلط ثابت ہو گئی ہے یا نہیں۔ فرمانے لگے جب نبی کریمؐ نے اس آیت کے معنے خود کردئے ہیں۔ تو تم ان کو کیوں نہیں لیتے۔ اس کے بعد جب میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب میرے سوال کا جواب دینے سے بالکل گریز کر رہے ہیں۔ تو میں مولوی صاحب کے سوال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ پہلے اس کے کہ ہم یہ دیکھیں کہ نبی کریمؐ نے اس کے کیا معنے کئے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے

کہ آیت خاتم النبیین سے جو آپ نے مفہوم لیا ہے۔ قرآن شریف اس کی تائید کرتا ہے یا نہیں۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ اچھا بتلاؤ۔ میں نے کہا کہ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی فمن اتقی واصلح۔ اسپر مولوی صاحب نے فرمایا۔ تم یہ بتلاؤ۔ کہ اس آیت سے تشریعی نبوت مراد ہے یا غیر تشریعی۔ میں نے کہا کہ یہ سوال دوسرا ہے۔ کم از کم اس آیت میں نبی کریم کے بعد رسول کے آنے کا وعدہ ہے۔ اور آپ نے جو کل پبلک کے سامنے سٹیج پر کھڑے ہو کر یہ بتلایا تھا۔ کہ نبی کریمؐ کے بعد رسول نہیں آسکتا۔ یہ آیت اسکو غلط قرار دے رہی ہے۔ پھر مولوی صاحب نے اصرار کیا۔ اور کہا کہ میں تو تب جواب دوں گا۔ جب یہ پہلے بتلاؤ۔ کہ آیا شریعت جدیدہ لے کر رسول آئینگے۔ یا بغیر شریعت جدیدہ کے۔ اسپر میں نے کہا کہ جس بات کی پناہ لیکر آپ اس آیت کے جواب سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں۔ وہ بالکل کچی ہے۔ کیونکہ جب دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی آپ کے موافق نہیں۔ تو یہ کیسی کچی بات آپ پیش کرتے ہیں کہ میں تب جواب دوں گا۔ جب تم یہ بتلاؤ گے۔ کہ آیا شریعت لیکر رسولوں کے آنے کا اس آیت میں ذکر ہے۔ یا بغیر شریعت والے رسولوں کا۔ اس بات کو مولوی صاحب نے آخر قبولیت کا شرف بخش کر یہ جواب دیا کہ اس میں وہ بنی آدم مخاطب ہیں۔ جو نبی کریم سے پہلے ہیں۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب اس کے اوپر ساتھ ہی چار پانچ دفعہ اللہ تعالیٰ نے یابنی آدم کر کے مخاطب کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد یا یہ کہ یابنی آدم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ وغیرہ کیا آپ کے نزدیک ان میں بھی ہم مخاطب نہیں۔ بلکہ نبی کریم سے پہلے کے بنی آدم ہی مخاطب ہیں۔ فرمانے لگے۔ ہم بھی مراد ہیں۔ مگر اس آیت کے مطابق نبی کریم آ گئے۔ میں نے کہا جس وقت نبی کریم پر آیت اتری تھی۔ کیا اس وقت آپ نبی نہ تھے۔ اگر تھے۔ تو پھر اسوقت یہ کہنے کے کیا معنے ہونگے۔ کہ اے بنی آدم تمہارے پاس رسول آئینگے اسپر مولوی صاحب نے کہا کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح کہ

یہ آیت اما یاتینکم منی ھدیٌ۔ جیساکہ اس آیتہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شریعت آتی رہیگی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت نازل ہوچکی۔ اور اب شریعت کا آنا بند ہوگیا۔ کیونکہ کامل شریعت آچکی۔ اسی طرح نبی کے آنے کا وعدہ تو تھا۔ مگر کامل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آچکے اس لئے آپ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب یہ آیت قرآن شریف میں کس جگہ آئی ہے آپ قرآن شریف نکالکر دیکھیں۔ مگر مولوی صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ میں نے دوبارہ بلکہ سہ بارہ کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ کیوں قرآن شریف نکالکر نہیں دیکھتے اسپران کے آدمیوں میں سے ایک سے میں نے قرآن شریف مانگا۔ اور مولوی صاحب سے کہا کہ لیجئے قرآن شریف اور بتلائیے۔ کہ کہاں یہ آیت ہے۔ مولویصاحب نے بہت لیت ولعل کے بعد وہ جگہ جب دکھلائی۔ تو میں نے کہا کہ مولوی صاحب اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ ہدایت سے شریعت ہی مراد ہے تو بھی آپ کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہاں آدم کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور جو میں نے رسولوں کے آنے کی آیتہ پیش کی ہے۔ وہاں بنی آدم کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سو ہم مانتے ہیں۔ کہ آدم کو ہدایت کے دینے کا وعدہ کیا۔ اور وہ ہدایت آبھی گئی۔ یہاں بنی آدم کو نبیوں کے آنے کا وعدہ دیا۔ وہ بھی آنے چاہئیں۔ یہ سنکر مولوی صاحب غصے میں کہنے لگے۔ کہ میں تم سے زیادہ قرآن شریف جانتا ہوں۔ اس کا میں نے اس موقعہ پر جواب نہ دیا۔ اور کہا کہ مولوی صاحب اس آیت سے پہلے آپ پڑہیں۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ:- اھبطوا منہا جمیعا۔ فاما یاتینکم منی ھدیً الخ جو اھبطوا میں مخاطب ہیں۔ وہی اما یاتینکم میں مخاطب ہیں۔ مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اھبطوا میں بھی آدم مخاطب نہیں۔ بلکہ بنی آدم مخاطب ہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب بنی آدم کونسے پہاڑ کے ٹیلے یا جنت میں چلے گئے تھے۔ کہ خدا کو یہ کہنا پڑا کہ اھبطوا۔ اس کا جواب مولانا نے کیا لطیف جواب دیا۔ فرمایا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اھبطوا منہا جمیعاً۔ چونکہ دو دفعہ آچکا ہے۔ ایک یہاں اور ایک دفعہ اس سے پہلے۔ اس لئے پہلے میں آدم مخاطب ہیں۔ اور دوسرے میں بنی آدم۔ میں نے کہا۔ مولویصاحب

پھر تو آدم کا قصہ تقریباً دس دفعہ آیا ہے۔ اس لئے گویا دس مختلف آدم تھے۔ جن کا خدا نے ذکر کیا ہے۔ اچھا آپ اس سے پہلی دو آیتوں کے معنے کردیں تاکہ واضح ہوجائے۔ کہ یہاں کن کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس کے پہلے یہ آیت ہے۔ فتلقی آدم من ربہ کلمٰت۔ مولوی صاحب موصوف نے اسکے یہ معنے کئے۔ کہ آدم نے اپنے رب سے جتنے کے جتنے کلمات سیکھنے تھے۔ وہ سیکھ لئے اگرچہ اس میں میرے مدعا کے خلاف کوئی بات نہ تھی۔ مگر چونکہ مولوی صاحب نے پانچ ہی منٹ پہلے بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ مجھ کو تم سے زیادہ قرآن آتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کی قرآن دانی ان پر ظاہر کردوں۔ میں نے کہا مولوی صاحب وہ کونسے الفاظ یہاں ہیں۔ جن کے معنے جتنے کے جتنے آپ نے کئے ہیں فرمانے لگے۔ کلمٰت ہے۔ میں نے کہا کہ کلمٰت کے معنے تو کلمٰت آپ نے خود کردئے۔ یہ زائد "جتنے کے جتنے" کہاں سے آپ نے لگائے۔ اسپر بہت گھبرا کر کہنے لگے دیکھو قرآن کریم میں دوسری جگہ کلمٰت کا لفظ آیا ہے اور وہاں تمام کے تمام کلمٰت مراد ہیں۔ میں نے کہا بتلایئے کہنے لگے کہ لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی۔ میں نے کہا یہاں کہاں سے ثابت ہوا کہ سب کلمٰت مراد ہیں۔ اسپر مولویصاحب بہت غصے میں آکر کہنے لگے۔ کہ آپ میاں صاحب کی کتنی عزت کرتے ہیں۔ اور مجھ سے کس طرح گستاخانہ بولتے ہیں۔ اگرچہ میاں صاحب قرآن کریم کے خلاف ہی بتلائیں میں نے کہا مولوی صاحب میں نے آپ سے کوئی گستاخانہ بات نہیں کی۔ اور یہ آپ نے خواہ مخواہ ہم پر الزام لگایا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی ہم کو قرآن کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ پھر کہنے لگے یہ معنے تو تمام مفسرین نے کئے ہیں۔ اور تمہارے میاں صاحب نے بھی کئے ہیں۔ میں نے کہا آپ نے بالکل غلط کہا ہے۔ اگر آپ کہیں دکھلا دیں کہ حضرت میاں صاحب نے یا مفسرین نے تمام کیا دو تین نے ہی یہ آپ والے معنے کئے ہوں۔ تو میں مان لونگا۔ ...... اسپر مولویصاحب بہت غصے میں آگئے اور آپ نے کسی آدمی کو کہا کہ جاؤ کھانا لاؤ۔ میں اب کلام کرنا نہیں چاہتا۔ اسپر میں اور میرے ساتھ ایک اور احمدی بھائی جن کا نام بابو غلام علی تھا۔ جو مجھ کو مولویصاحب موصوف کے پاس لیکر گئے [illegible]

غیر احمدیوں کی مساجد اور یہودیوں کے معبد

باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں ان لوگوں کو بہت بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے۔ جو اللہ کی مسجدوں میں عبادت کرنے والوں کو روکتے ہیں۔ غیر احمدیوں کی طرف سے یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ وہ احمدیوں کو مسجدوں میں عبادت کے لئے داخل نہ ہونے دیں۔ اور بجبر روکیں۔ اس قسم کے واقعات متعدد مقامات پر ہوچکے ہیں۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے بجائے اس کے کہ ہمارے دل غمگین ہوں۔ ایک قسم کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے بھی سلسلہ عالیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ پس ہم اپنے احباب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ غیر احمدیوں سے یہ سنکر کہ "جو مرزا کے مسیح ہونے کا اقراری ہے۔ اسکو مسجد سے خارج کردو" افسوس نہ کریں بلکہ خوش ہوں۔ کہ ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے مسیح ناصری کی مسیحیت کا اقرار کرنیوالوں پر بھی اہل یہود کی طرف سے یہی فتوٰی لگ چکا ہوا ہے۔ چنانچہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے:- "اس کے ماں باپ نے یہودیوں کے ڈر سے کہا۔ کیونکہ یہودی ایکا کرچکے تھے۔ کہ اگر کوئی اس کے مسیح ہونے کا اقرار کرے۔ تو عبادت خانہ سے خارج کیا جائے" ۹/۲۲

یہ واقعہ یوں لکھا ہے۔ کہ مسیح نے ایک شخص کی آنکھوں کو شفا بخشی تھی۔ یہود نے جب اس معجزہ کو دیکھا۔ تو بہت جھنجھلائے اور چاہا کہ کسی طرح شفا پانیوالے شخص سے انکار کرادیں۔ پہلے اس کے ماں باپ کو بلاکر ڈرایا۔ وہ ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکے۔ انہیں ڈر تھا کہ عبادت خانے سے خارج کردئے جاوینگے اپنی قوم سے کٹ جاوینگے۔ انہوں نے یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑایا کہ وہ بالغ ہے۔ اسے بلاکر پوچھو۔ وہ آیا اور یہود سے بحث کرتا رہا۔ کہ یہ شخص یعنی مسیح ناصری

نبی ہے۔ اور اپنے اس دعویٰ کو دلائل قاطع سے ثابت کرتا رہا۔ مگر وہاں کیا تھا۔ متکبر علماء نے اسے ذلیل سمجھ کر نکال دیا +

نیا عہد نامہ پڑھنے والوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ یہود بلاوجہ حضرت مسیح کے ماننے والوں کو عبادت خانوں سے خارج کردیتے تھے۔ قوم سے نکال دیتے تھے۔ ہر طرح سے ایذا دیتے تھے۔ دلائل کو سنکر ان پر غور نہ کرتے تھے۔ ان سب امور کی وجہ یہ تھی کہ بقول مسیح یسوع وہ اندھے تھے۔ اور نابینائی کی وجہ ان کی گناہگاری تھی۔ دیکھو یوحنا $\frac{9}{39}$ و ۴۰

اس موقعہ پر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ پہلے مسیح اور اس کے پیرؤوں کی مخالفت کرنے والوں کا کیا حشر ہوا۔ حضرت مسیح اور اس کے مریدوں کو ایذا دینے والوں نے اس دنیا میں کیا سکھ اٹھایا تھا۔ اسپر تاریخ شاہد ہے۔ یہودیوں نے مسیح ناصری پر یہ الزام بھی لگایا تھا۔ کہ وہ باغی ہے۔ چنانچہ یوحنا $\frac{19}{12}$ میں پلاطوس کے سامنے یہودی کہتے ہیں کہ " یہودیوں نے چلا کر کہا اگر تو اسکو چھوڑے دیتا ہے (یعنی مسیح کو) تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔ جو کوئی اپنے آپ کو بادشاہ بناتا ہے۔ وہ قیصر کا مخالف ہے۔"

خدا کے مسیح پر الزام لگانا کہ وہ باغی ہے۔ کیا رنگ لایا۔ یہ کہ وہ خود باغی قوم ثابت ہوئے۔ ان کے عبادت خانے جو صرافوں کے گھر اور منصوبہ بازی کی جڑ تھے۔ کیا ہوئے مومنین کی آہیں خالی نہ گئیں۔ ۷۰ء عیسوی سے جو حشر ان کا ہوا اس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یہ یہود کے اعمال کی سزا تھی۔ چنانچہ ایک معتبر یہودی مورخ کہتا ہے۔ کہ " اس کثرت سے یہودی مصلوب کئے گئے کہ اور صلیب گاڑنے کی جگہ نہ ملتی تھی "

پس ضرور ہے۔ کہ الزام لگانیوالی باغی قوم اور عابدوں کو عبادت سے روکنے والی قوم اپنے اعمال کی سزا بھگت کر اسی دنیا میں تذلیل و تحقیر کے گڑھے میں ہمیشہ کے لئے گرے۔

آخر کار جس طرح قیصر روم کی کبھی احد کی خیرخواہ وفادار رعیت صرف مسیح کی جماعت اور اس کے خلفاء ہی ثابت ہوئے تھے۔ خدا کے فضل سے دیکھ لو۔ کہ اب بھی اگر کوئی قوم قیصر ہند کی بھی خیرخواہ ہے۔ تو وہ صرف مسیح موعود کی جماعت ہی ہے۔

عبادت خانوں سے خارج کرنے والی قوم ضرور ہے کہ اپنے اعمال کی سزا بھگتے۔ اور تیری اصلیت دنیا پر ظاہر ہو۔ بس ڈر اور توبہ کر۔ خدا کے مسیح پر ایمان لا۔ ورنہ انبیاء کے رب کی پکڑ سخت ہوا کرتی ہے۔

کیا ہی اچھا ہو۔ کہ احمدیوں کو مساجد میں عبادت کرنے سے روکنے والے گذشتہ واقعات سے عبرت پکڑیں۔ تاکہ ان کا بھی وہی انجام نہ ہو۔ جو ان سے پہلوں کا ہوا ⁂

خاکسار:۔ عبدالخالق نومسلم

مسٹر گاندھی اور مولوی ظفر الملک

خدا کے سچے مامور کے انکار کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی بالقوہ نبی تسلیم کرلئے گئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ مولوی اسحق علی عرف ظفر الملک ہمارے پرانے دوست نے رفاہ عام کے جلسے میں فرمایا۔ اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے (تلخیص) بالفاظ دیگر یہ کہ مسٹر گاندھی بالقوہ نبی ہے۔ اگر بالفعل نہ سہی۔ ہم اس خبر کی تصدیق خود مولوی ظفر الملک سے کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ سچ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غیر احمدیوں نے کس کو چھوڑا اور کس سے ساز کیا۔ ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون۔ (اور اگر یہ لوگ اللہ اور اپنے پیغمبر اور جو کتاب اپر نازل ہوئی ہے اسپر ایمان رکھتے ہوتے تو مشرکوں کو دوست نہ بناتے) لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیہود والذین اشرکوا۔ کیونکہ دشمنی کے لحاظ سے یہود اور مشرکین بہت سخت ہیں۔ اور دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں وہ قریب تر ہیں۔ جو اپنے آپکو نصاریٰ کہتے ہیں۔ و لتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ۔ انگریزوں سے علیحدگی اور ہندوؤں سے میل کے خلاف یہ آیت زبردست حربہ ہے۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

خاکسار محمد عمر اسسٹنٹ سرجن اکس رے افیسر میڈیکل کالج لکھنؤ

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی متعینہ میڈیکل کالج لکھنو

دق پر نہایت واضح کتاب جو نہایت محنت سے لکھی گئی ۔ طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کیلئے یکساں مفید ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خاص طور سے تعریف فرمائی ہے ۔ اخبار کا حوالہ ضرور ہو مجلد للعہ غیر مجلد للعہ ۔ محصولڈاک ۱ سہ ۔ منی آرڈر آنا ضروری ہے کتاب وی پی نہ کی جائیگی ۔

المشتہر

سید عبد المجید ۔ محلہ نرھی ۔ لکھنو

مجیب و غریب مرہم المعروف بہ مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین

یہ مرہم ایک بزرگ نبی (مسیح علیہ السلام) کی یادگار ہے جو ہر قسم کے زخموں ۔ جراحتوں ۔ چوٹوں ۔ جلدی بیماریوں اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے ۔ پھنسیوں ناسوروں ورموں ۔ خنازیر ۔ سرطان ۔ طاعون ۔ گھاؤ گنج ۔ خارش ۔ بواسیر ۔ جانوروں کے کاٹ لینے ۔ جل جانے وغیرہ کے لئے خصوصیت سے شفابخش اور لاثانی علاج ہے ۔ قیمت فی ڈبیہ خورد ۲ ؍ ڈبیہ متوسط عہ ڈبیہ کلاں عا ۔ علاوہ محصول

المشتہر

ڈاکٹر نذیر حسین تاجر مرہم عیسیٰ مبارک منزل نو لکھا لاہور

نرخنامہ اشتہارات

مدت	صفحہ	۱/۲ صفحہ	کالم	۱/۲ کالم	۱/۴ کالم	۱/۸ کالم
ایک سال	۳۰۰	۱۰۲	۷۰	۴۰	۳۶	۲۴
چھ ماہ	۱۰۵	۵۴	۳۸	۲۲	۱۴	۱۲
تین ماہ	۵۵	۳۰	۲۰	۱۲	۸	۷
ایک ماہ	۲۲	۱۲	۸	۵	۴	۳
دوبار	۱۲	۷	۵	۳	۲ ۸/	۲
ایکبار	۷	۴	۳	۲	۱ ۸/	۱

مینیجر الفضل قادیان ۔ ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے ۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا ۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں ۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر اور الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کرایا اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا اور میں نے بھی نفع اٹھایا ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

میں اس سرمہ ممیرا اور ممیرا کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے ۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے ۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم کے طور پر حفاظت چاہتے ہیں ۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں ۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا ۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است "

یہ سرمہ دھند ۔ جالا ۔ پھولا ۔ پڑوال ۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے ۔ قیمت سرمہ ممیرا قسم اول عا رتی تولہ اصلی ممیرا للعہ فی تولہ ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں ۔ ان کیلئے بہت مفید اور مقوی البصر ہے ۔ خصوصاً طلباء کے لئے ۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے ۔ جس کی عبارت یہ ہے ۔ مقوی جمیع اعضاء ۔ نافع صرع ۔ مشہی طعام ۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر فساد بلغم و قاتل کرم شکم ۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ سلس البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے ۔ بقدر دانہ نخود صبح کو بوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں ۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ

المشتہر

احمد نور کابلی ۔ تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

مجرب دوائیں

۱ ۔ معجون برقی ۔ یہ معجون قریباً پچاس قیمتی ادویہ سے تیار کی گئی ہے ۔ ہر قسم کی کمزوری اور ناطاقتی جسم کے علاوہ بدہضمی ۔ ضعف بصر ۔ پتھری ۔ اپھارہ ۔ دق ۔ یرقان ۔ نمونیہ ۔ دمہ ۔ کمر درد ۔ باؤ گولہ وغیرہ وغیرہ بیسیوں لاحق امراض کے لئے اکسیر ہے ۔ جسم کے تمام روگ دور کرکے حیرت انگیز طاقت بخشتی ہے ۔ قیمت فی سیر معجون صرف پانچ روپیہ آٹھ آنہ ۔ علاوہ محصولڈاک ۔

۲ ۔ اکسیر حیات ۔ یہ ایک روغن ہے ۔ جس کا آج دنیا میں عام رواج ہے ۔ مختلف ناموں پر بکثرت فروخت ہو رہا ہے مگر خالص دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے پورا فائدہ نہیں دیتا ۔ ہمارے کارخانہ میں خدا کے فضل سے نہایت خالص بڑی احتیاط کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے سینکڑوں بیماریوں ۔ مثلاً سر درد ہر قسم ۔ بدہضمی ۔ ہیضہ ۔ اسہال پیچش ۔ مروڑ ۔ کھانسی ۔ باؤ گولہ ۔ زکام ۔ پھوڑے ۔ پھنسی ۔ چوٹ ۔ داد ۔ درد دانت ۔ درد ۔ ڈنک زہردار وغیرہ وغیرہ پر منٹوں ۔ گھنٹوں میں فائدہ دیتا ہے ۔ بچہ ۔ بوڑھا ۔ جوان ۔ امیر غریب ہر ایک کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے ۔ قیمت فی شیشی عہ

۳ ۔ دوائی جھولا وادھرنگ ۔ ہماری تیار کردہ گولیاں کھانے سے اور روغن کی مالش کرنے سے خدا کے فضل سے صحت کی امید ہے ۔ جن کو یہ مرض ہو ۔ منگوا کر ضرور استعمال کریں ۔ قیمت تین روپے آٹھ آنہ ۔

۴ ۔ عرق اکسیر تلی ۔ خواہ کیسی سخت تلی کیوں نہ ہو ۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں اس عرق کے استعمال سے غائب ہو جائیگی ۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲/)

ملنے کا پتہ

شفاخانہ احمدیہ ۔ پنڈی بہاؤالدین

ضلع گجرات پنجاب

ہندوستان کی خبریں

معشوق علی مجرم قرار دیا گیا

الٰہ آباد - ۳ - اکتوبر - کچہری کے مقدمہ قتل میں تیسرا ملزم معشوق علی بھی مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ اور سزائے موت دیگئی۔

میر اسد علی اور مسلم لیگ کی صدارت

مدراس - ۲۰ - اکتوبر - میر اسد علی نے مدراس کی مسلم لیگ کی صدارت سے استعفےٰ دیدیا ہے۔ کیونکہ ان کی رائے میں عدم تعاون کا نظام عمل ہندوستان کی سوسائٹی کی موجودہ حالت کے لحاظ سے نامناسب اور قرین دانشمندی نہیں ؛

گندم اور اجناس کی برآمد کی مخالفت

بمبئی - ۳۰ - ستمبر - ایوان تجارت سندھ نے حکومت ہند کی خدمت میں ایک پیغام برقی ارسال کیا ہے جسمیں حکومت کو مطلع کیا ہے کہ بارش کی قلت کی وجہ سے ہندوستان کی زراعتی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اس لئے حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ گندم اور دیگر اجناس کو ممالک غیر میں بھیجنے کے مسئلہ پر غور ثانی کرے۔

گندم کی برآمد پر اظہار ناراضگی

کلکتہ - ۴ - اکتوبر - کلکتہ کے مارواڑی سوداگران کی ایسوسی ایشن نے گورنمنٹ کے اس فیصلہ کے خلاف اظہار ناراضگی کیا ہے کہ ۳۰ - مارچ ۱۹۲۱ء سے پہلے ہندوستان سے ۴ لاکھ ٹن گندم باہر بھیجی جائیگی ؛

کابل کی طرف ترک وطن کا پھر دروازہ کھل گیا

افغانی سفیر کو مسٹر شوکت علی نے ایک لاکھ روپیہ مہاجرین کی امداد کیلئے بطور پہلی قسط دینے کی اطلاع دی۔ جس کے جواب میں افغانی سفیر نے لکھا کہ ہجرت کا انتظام مکمل ہوگیا ہے۔ اب لوگوں کو پھر ہجرت کر کے کابل جانے کی اجازت ہے ؛

کانگرس کا صدر منتخب ہوگیا

کلکتہ - ۴ - اکتوبر - بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی کے ایک خاص اجلاس میں مسٹر بی چکرا ورتی کا نام ناگپور کانگریس کے جلسہ کی صدارت کے لئے تجویز کیا گیا ہے مسٹر چکرا ورتی نے منظور کرلیا ؛

لکھنؤ پیپر مل کی ہڑتال

لکھنؤ - ۴ - اکتوبر - لکھنؤ پیپر مل کی ہڑتال آج ختم ہوگئی - ہڑتالیوں نے اپنی جلد بازی پر اظہار افسوس کیا۔ اور کہا کہ یقیناً ہمارے مطالبات جو کہ جائز ہیں۔ تسلیم کئے جائینگے۔ چنانچہ انہوں نے کام کرنے کے لئے پھر آمادگی ظاہر کی ؛

وفد خلافت کی مراجعت

بمبئی ۴ - اکتوبر - وفد خلافت جو بہ کردگی مسٹر محمد علی یورپ گیا تھا ۴ - اکتوبر کو بمبئی پہونچا - وفد کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اسی روز رات کے وقت سنٹرل خلافت کمیٹی کی طرف سے تالاب بستان شاہ پر زیر صدارت مسٹر گاندھی ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جسمیں وفد خلافت کے ارکان کی تقریریں ہوئیں - مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر میں کہا۔ دنیائے اسلام کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی ہے - اس کی تمام ذمہ داری مسٹر لائڈ جارج کے سر پر ہے - اور کہا کہ موجودہ حالات پر صد درجہ غور وخوض کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں - کہ اسلام کی آزادی کے لئے ہندوستان کی آزادی اشد ضروری ہے ؛

ہندوستان کیلئے ہوائی جہازوں کا تحفہ

ہز مجسٹی کی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند کو ایک سو ہوائی جہازوں کا تحفہ بھیجا ہے۔ جو مقامی حکومتوں والیان ریاستہائے ہند اور مختلف حکام میں تقسیم کر دئے گئے۔ کچھ تعداد عام لوگوں یا کمپنیوں کو خاص شرائط پر دی جائیگی - بڑی شرط یہ ہوگی۔ کہ ان سے صرف تعلیم و تربیت کا کام لیا جائے۔ اور وہ فروخت نہ کی جائیں ؛

وائسرائے کا دورہ

شملہ ۷ - اکتوبر - وائسرائے بہادر شملہ سے ۲۰ - اکتوبر کو عازم ناگپور ہونگے۔ اور جبل پور سے ہوتے ہوئے آسام پہنچیں گے۔ اور اکتوبر کے اختتام پر تلہ گنگ تشریف لے جائینگے۔ اس کے بعد سلچار سلہٹ کی گھاٹ اور دیروگھٹ کا معائنہ کر کے وسط نومبر میں دلی آئینگے۔ یہاں دو روز کے قیام کے بعد جودھپور اور بیکانیر جائینگے۔ اور وہاں ۳ - دسمبر تک دہلی واپس آجائینگے ؛

ڈاک اور تار کے چپڑاسیوں کی تنخواہ نہ بڑھے گی

شملہ ۷ - اکتوبر - بمبئی کے ہندوستانی تاجروں کے ایوان نے بمبئی کے محکمہ ڈاک اور تار کی ہڑتال کے بارہ میں حکومت ہند کو ایک عرضداشت بھیجی ہے۔ جس کے متعلق گورنمنٹ ہند نے جواب دیا ہے کہ ڈاک کے چٹھی رسانوں اور تار کے ہرکاروں کی تنخواہ میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا ؛

حکومت پنجاب کے دفاتر لاہور میں

شملہ - ۶ - اکتوبر - حکومت پنجاب کے دفاتر ۱۸ - اکتوبر کو شملہ میں بند ہو جائینگے - اور ۲۳ ماہ رواں کو لاہور میں کھلینگے ؛

کلکتہ میں آتش زدگی سے ساٹھ ہزار کا نقصان

کلکتہ ۷ - اکتوبر - ۲۸ چیت پور روڈ پر موٹر کے سامان کی ایک دوکان میں آگ لگ گئی - ایک منزلہ گودام جو سامان سے بھرا تھا اس سے شعلہ بلند ہوئے - برگیڈ والے آدھ گھنٹہ میں کچھ قابو پا سکے - مالیت کا اندازہ ایک لاکھ ہے - جسمیں چالیس ہزار کے سامان کے بچانے میں برگیڈ والے کامیاب ہوئے ؛

کانگرس سے استعفا

بمبئی - ۶ - اکتوبر - مسٹر جمنا داس دوارکا داس نے عدم تعاون کی حکمت اور اصول سے مخالفت کی بنا پر آل انڈیا کانگریس کمیٹی سے استعفا دیدیا ؛

وبائی امراض

۶ - اکتوبر - ستمبر میں بارش کی قلت کی وجہ سے بمبئی میں وبائی امراض پھوٹ پڑے ہیں ؛

ہند میں پہلی ہوائی شادی

کلکتہ - ۶ - اکتوبر - یکشنبہ آئندہ کو مسٹر مارٹن ایچ مان اور مس ایرا گارنر کی شادی ہینڈلے پیج ہوائی جہاز میں ہوگی ہند میں یہ پہلی ہوائی شادی ہے ؛

برہما میں ایک نئی دھات کی دریافت

رنگون - ۵ - اکتوبر - برہما میں ایک یورپین کمپنی نے ایک نئی دھات دریافت کی ہے جسکو جیسم کہا جاتا ہے۔ جاپان نے اس نام کی جو دھات ۱۴ آنے فی پونڈ کے حساب سے آتی ہے۔ اس سے یہ عمدگی میں اچھی ہے ؛

سوراجیہ سبھا سے مسٹر جناح کی علیحدگی

بمبئی ۶ - اکتوبر - مسٹر جناح مسٹر جیکر ایڈیٹر جمنا داس دوارکا داس اور دیگر اصحاب اس بنا پر سوراجیہ سبھا جس کا نام پہلے آل انڈیا ہوم رول لیگ تھا۔ علیحدہ ہو گئے ہیں

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

پولیس کی جمعیت پر حملہ لنڈن ۳۰ ستمبر۔ آئرلینڈ کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے۔ پولیس کی ایک جمعیت پر کلونس کیہان میں کمین گاہ سے حملہ کیا گیا جس میں دو پولیس والے ہلاک ہوئے۔ ایک مجروح ہوا۔ اکثر باشندے انتقام کے خوف سے کلونس کیہان سے نکل گئے ہیں۔

میلو میں تباہی میلوں میں انتقامات جملئے گئے ہیں ان میں دو لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔ سو مکان بالکل تباہ اور پچاس نقصان رسیدہ ہوئے۔

حکومت انتقامات کے خلاف ہے لنڈن ۳۰ ستمبر۔ آئرلینڈ میں جو انتقامات لئے جارہے ہیں۔ گورنمنٹ انہیں سخت ناپسند کرتی ہے انتظام ہو رہا ہے۔ کہ فوج کی طرف سے کوئی انتقام عمل میں نہ آئے۔ پولیس کو انتقامات کے متعلق متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر پولیس کی شرارت پائی گئی۔ تو اس کو سخت سزا دی جائیگی۔

صلح کا وفد وزیراعظم نے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ آئرلینڈ کی کانفرنس صلح کے ایک وفد سے ملاقات کرینگے۔

بولشویک اور پولینڈ

اہل پولینڈ کی فتوحات لنڈن ۳۰ ستمبر۔ پولینڈ کی ۲۹ ستمبر کی سرکاری اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل پولینڈ کو عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی ہے پولینڈ والوں نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔ لیڈا پر قابض ہوگئے۔ بارہ ہزار اسیران جنگ اور پچاس توپیں ہاتھ آئیں بیسویں بولشویک فوج نے جو پنسک کی سمت میں تھی۔ سخت شکست کھائی۔ پولینڈ والوں نے تین ہزار سپاہیوں مولودیچی اور بارنوی کے ریلوے اتصال پر قبضہ کرلیا ہے۔

کامیابی کی تصدیق لنڈن ۳۰ ستمبر۔ پولینڈ والوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے سرخ پوش افواج کو بھگا دیا۔ اس دعوے کی تصدیق یوں ہوتی ہے کہ بولشویک حکومت نے ایک اعلان کیا ہے۔ اور سرخ پوش فوج کی قرارگاہ ایسے مقامات بتلائے ہیں۔ جو ان مقامات سے کئی میل جانب مشرق ہیں۔ جن پر پولینڈ والوں کے قابض ہونے کا دعوے ہے۔

پنسک پر قبضہ کرلیا گیا لنڈن یکم اکتوبر۔ وارسا سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پولینڈ والوں نے سلونم اور پنسک پر قبضہ کرلیا ہے۔

ایک دستہ فوج نے ہتھیار ڈالدئے وارسا یکم اکتوبر۔ حکومت پولینڈ کی سرکاری اطلاع ہے کہ ہم نے لیڈا میں تمام دشمنوں کو منتشر کردیا۔ دشمنوں کو خطرہ ہے۔ کہ ہم ان کو گھیر لینگے۔ ایک بولشویک دستہ فوج کے سپاہیوں نے جمہور کے ایجنٹوں کو قتل کر ڈالا۔ کیونکہ وہ ان کو مدافعت کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ اور خود ہتھیار ڈالدئے۔

تمام شرائط منظور کرلی جائیں وارسا ۳۰ ستمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایم جوفے بولشویک رئیس وفد صلح کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ سرخ پوش فوج کے منتشر کر دئے جانے کے سوائے پولینڈ والوں کی باقی تمام شرائط خواہ وہ کیسی ہی سخت کیوں نہ ہوں مان لی جائیں۔

باہمی تصفیہ لنڈن ۳۰ ستمبر۔ لتھونیا والوں نے اہل پولینڈ کی اس تجویز کو تسلیم کرلیا ہے۔ کہ سوالکی میں کانفرنس صلح کا انعقاد ہو۔

بولشویک کی حالت

بولشویک طاقت کو زوال لنڈن ۲ اکتوبر۔ خیال ہے کہ پولینڈ سے صلح ہونے سے بولشویک طاقت کا غالباً خاتمہ ہوجائیگا۔ ناروا سے جو پیٹروگریڈ سے سو میل مغرب میں ہے خبر آئی ہے کہ شمال مغربی ریلوے کے ملازموں نے ہڑتال کردی ہے۔ سیمو کے کارخانوں میں سخت ہنگامے ہوتے۔ دو کارخانوں میں افسر قتل کئے گئے۔ پیٹروگریڈ کے تقریباً سب کارخانے بند ہیں۔

عالمگیر بے اطمینانی اور صلح کا مطالبہ مغربی سرخ فوج میں بے اطمینانی روز بروز ترقی پر ہے۔ بڑے بڑے جلسوں میں صلح کا مطالبہ ہو رہا ہے سپاہیوں کے بارہ نمائندے جو ماسکو صلح کے متعلق زور دینے گئے تھے۔ ان کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

تیس ہزار بولشویک گرفتار وارسا ۲ اکتوبر۔ پولین کا اعلان ہے کہ وہ ان فوجوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ جن کو لڈا میں شکست ہوئی۔ دوسری پولش فوج نے تیس ہزار بولشویک گرفتار کئے۔ اور سو توپوں پر قبضہ کیا۔

متفرق خبریں

ٹرکی کی مالیات اتحادیوں کی نگرانی میں قسطنطنیہ ۴ اکتوبر۔ برطانی۔ فرانسیسی اور اطالوی نمائندے جو قرضہ عثمانیہ کی مجلس میں شریک ہیں۔ کل سے ٹرکی کی مالیات اپنی نگرانی میں لے لینگے۔

باکو کی کانفرنس لنڈن یکم اکتوبر۔ ٹائمز کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے باکو کی اشتراکی کانفرنس کے حالات لکھے ہیں۔ موسیو زینوولف صدر کانفرنس نے کارل میکس کا بت بے نقاب کیا۔ مسٹر لائڈ جارج موسیو میلرنڈ اور مسٹر ولسن کے ہوبہو مجسمے جلائے گئے۔ زنیوف نے ٹرکی کو متنبہ کیا۔ کہ وہ بالشویکوں کی پوری امداد اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک وہ اپنے ہاں سے سلطانوں اور خلیفوں کا نام نہ اڑا دے۔

سکاٹ لینڈ میں سخت طوفان باد و باراں باد و باراں کے طوفان سے سکاٹ لینڈ کے کئی حصے اجڑ گئے۔ دریائے ڈی اور ڈان پوری طغیانی پر ہیں اور ان کے گرد میلوں تک زمینیں برباد ہوگئی ہیں ایک بہت بڑا رقبہ گہرے پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔

دنیا کے سب سے بڑے جہاز کی تباہی برلن ۵ اکتوبر۔ ہیمبرگ کی خبر ہے کہ پچپن ہزار ٹن کا جہاز بنام بسمارک جو دنیا میں سب سے بڑا جہاز ہے۔ آگ کی نذر ہوگیا ہے۔ یہ اتحادین کی سپردگی سے پیشتر زیر تعمیر تھا۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)